اُردو

خلاصہ:

سبق کا عنوان: اخلاقِ نبویؐ
مصنف کا نام: مولانا شبلی نعمانی

اخلاق کا سب سے مقدم اور ضروری پہلو یہ ہے کہ انسان جس کام کو اختیار کرے اس پر قدرِ استقلال کے ساتھ قائم رہے کہ گویا وہ اس کی فطرت کا حصہ ہو۔ حضرت محمدؐ اپنے تمام کاموں میں اسی اصول کی پابندی فرماتے تھے۔ سنت کا لفظ ہماری شریعت میں اسی اصول سے پیدا ہوا ہے۔ سنت وہ فعل ہے، جس پر حضرت محمدؐ نے ہمیشہ مداومت فرمائی ہے اور بغیر کسی قوی مانع کے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا۔ آپؐ کا معمول یہ تھا کہ کسی سے ملنے کے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام اور مصافحہ فرماتے، کوئی شخص جھک کر آپؐ کے کان میں کچھ بات کہتا تو اس وقت تک اس کی طرف سے رُخ نہ پھیرتے، جب تک وہ خود منھ نہ ہٹا لے۔ مجلس میں بیٹھتے تو آپؐ کے زانو کبھی ہم نشینوں سے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے۔ اگر کسی کی بات نہ پسند فرماتے تو کبھی اس کے سامنے تذکرہ نہ کرتے۔ ایک دفعہ ایک صاحب عرب کے دستور کے مطابق زعفران لگا کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے کچھ نہ فرمایا۔ جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو لوگوں سے کہا کہ ان سے کہہ دینا کہ یہ رنگ دھو ڈالیں۔ مسجدِ نبوی میں جگہ بہت کم تھی، جو لوگ پہلے آکر بیٹھ جاتے تھے، ان کے بعد جگہ باقی نہ رہتی تھی ایسے موقع پر اگر کوئی آجاتا تو اس کے لیے آپؐ خود اپنی ردا

مبارک بچھا دیتے۔ آپ کے اخلاق و عادات میں جو وصف
سب سے زیادہ نمایاں اور جس کا اثر ہر موقع پر نظر آتا تھا وہ
ایثار تھا آپ کو اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے بہت محبت
تھی۔ تاہم حضرت فاطمہؓ کی عسرت اور تنگ دستی کا یہ
حال تھا۔ گھر میں کوئی خادم نہ تھی۔ خود چکی پیستی اور
خود ہی پانی کی مشک بھر لاتیں۔ چکی پیستے پیستے ہتھیلیاں
گھس گئی تھیں جناب امیر نے آپ سے آپؐ کا حال عرض
کیا اور درخواست کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں
ان میں سے ایک کنیز مل جائے۔ آپؐ نے فرمایا، ابھی اصحاب
صُفّہ کا انتظام نہیں ہوا اور جب تک ان کا بندوبست نہ ہو
لے میں اور طرف توجہ نہیں کر سکتا۔ **حضرت محمدؐ** گھر کا کام
کاج خود کرتے، کپڑوں کو پیوند لگاتے، گھر میں جھاڑو
دیتے، دودھ دوہ لیتے، بازار سے سودا لاتے، جوتی
پھٹ جاتی تو خود گانٹھ لیتے، گدھے کی سواری سے
آپ کو عار نہ تھی یعنی آپؐ میں بہت **عاجزی** تھی۔ ایک
دفعہ آپ گھر سے باہر تشریف لائے، لوگ تعظیم کو
اٹھ کھڑے ہوئے، فرمایا کہ اہلِ عجم کی طرح تعظیم کے لیے
نہ اٹھو۔ بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ آپؐ کا
معمول تھا کہ سفر سے تشریف لاتے تو راہ میں جو بچے
ملتے ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے پیچھے
بٹھاتے۔ راستے میں بچے ملتے تو خود ان کو سلام کرتے۔ یہ
محبت اور شفقت صرف مسلمان بچوں تک ہی محدود نہ تھی
بلکہ مشرکین کے بچوں سے بھی اسی طرح لطف فرماتے تھے
آپؐ کبھی کبھی ظرافت کی باتیں فرماتے۔ ایک دفعہ حضرت
انسؓ کو پکارا تو فرمایا "او دو کان والے"۔ اس میں ایک

The Learning Orbit
CamScanner

نکتہ یہ بھی تھا کہ حضرت انس نہایت اطاعت شعار تھے۔ اور ہر وقت آپ کے ارشاد پر کان لگائے رکھتے تھے۔ ایک بدوی صحابی تھے جن کا نام زاہر تھا۔ وہ دیہات چیزیں آپ کی خدمت میں ہدیہ بھیجتے تھے۔ ایک دفعہ وہ شہر آئے گاؤں سے جو چیزیں لائے تھے ان کو بازار میں فروخت کر رہے تھے اتفاقاً آپ ادھر سے گزرے۔ حضرت زاہر کے پیچھے جا کر انہیں گود میں دبا لیا۔ انھوں نے کہا: "کون ہے؟ چھوڑ دو" مڑ کر دیکھا تو سرورِ عالم تھے آپ نے فرمایا: "کوئی اس غلام کو خریدتا ہے؟" بولے: "یا رسول اللہ! مجھ جیسے غلام کو جو شخص خریدے گا نقصان اٹھائے گا" آپ نے فرمایا: "لیکن خدا کے نزدیک تمہارے دام زیادہ ہیں"

اولاد سے آپ کو نہایت محبت تھی معمول تھا کہ جب کبھی سفر فرماتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ کے پاس جاتے اور جب سفر سے واپس آتے تو بھی سب سے پہلے حضرت فاطمہ کے گھر جاتے۔ حضرت فاطمہ جب گھر تشریف لاتیں تو ان کی پیشانی کو چومتے اور اپنی جگہ پر بیٹھاتے حسنین کریمین سے بھی آنحضرت کو بہت محبت تھی فرماتے تھے کہ یہ میرے گلدستے ہیں۔ ایک دفعہ آپ کہیں دعوت پر جا رہے تھے، امام حسین راہ میں کھیل رہے تھے۔ آپ نے آگے بڑھ کر ہاتھ پھیلائے۔ وہ ہنستے ہوئے پاس سے نکل جاتے تھے بالآخر آپ نے انہیں پکڑ لیا۔ ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی پر اور ایک سر پر رکھ کر سینے سے لگا لیا اور فرمایا: "حسین میرا ہے اور میں اس کا ہوں"۔ جب آپ کی نواسی حالتِ نزع میں تھیں آپ نے انہیں دیکھا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "یہ رحم ہے جس کو خدا نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے"

Good

23/5